آذ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

ٹیلیفون نمبر ۹۱

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۳۵

اللہ اکبر

ایڈیٹر غلام نبی

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۵
ششماہی ۸/
سہ ماہی ۱۲

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY
ALFAZL QADIAN.

قیمت فی پرچہ ایک آنہ — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

جلد ۲۶	مورخہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ	یوم سہ شنبہ	مطابق ۴ جنوری ۱۹۳۸ء	نمبر ۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۲ جنوری بسیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی بفضل خدا اچھی ہے۔

آج شام کو انتظاماتِ جلسہ سالانہ ختم کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی انتظاماتِ جلسہ کے متعلق ہدایات

جلسہ سالانہ کے انتظامات کے اختتام پر کارکنوں کے اجتماع میں

قادیان ۲ جنوری ۳۸ء۔ آج سالانہ جلسہ کے انتظامات کے اختتام پر حضرت میر محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت و افسر اعلیٰ جلسہ سالانہ نے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں ان تمام کارکنوں کے اجتماع کا انتظام فرمایا۔ جو جلسہ سالانہ کے ایام میں مختلف خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اجتماع بھی بہت بڑا تھا۔ باوجود ناسازیٔ طبع اور بہت نقاہت کے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے شرکت فرمائی۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مولوی عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل۔ ملک محمد طفیل صاحب۔ صوفی محمد ابراہیم صاحب۔ چودھری غلام محمد صاحب اور سید ولی اللہ شاہ صاحب نے اپنے اپنے صیغہ کے متعلق رپورٹیں پیش کیں۔ جن میں اہم امور اور انتظام جلسہ میں پیش آنے والی مشکلات کا ذکر تھا۔ آخر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بوجہ نقاہت کرسی پر بیٹھ کر تقریر فرمائی۔ جس میں جلسہ کے متعلق صدر انجمن احمدیہ اور کارکنوں کو ضروری ہدایات دیں۔ سب سے پہلے حضور نے یہ فرمایا۔ کہ ہر محلہ میں صدر انجمن احمدیہ زمین کا ایک ایک قطعہ خرید کر مشترکہ اغراض اور جلسہ کے انتظامات کے لئے وقف کرے۔ اس سلسلہ میں حضور نے نئی آبادی کے متعلق بھی نہایت اہم ہدایات ارشاد فرمائیں۔ حضور نے فرمایا۔ یہ بھی فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ ہر محلہ کتنی جگہ میں آباد ہو۔ اس سے زیادہ اس محلہ کی آبادی نہ بڑھے (۲) ہر دو محلوں کے درمیان کچھ جگہ خالی چھوڑ دی جائے۔ اور ہر محلہ کے درمیان بھی جگہ خالی رکھی جائے۔ جو مشترکہ ضروریات کے کام آئے۔

آئندہ محلوں کی اندرونی گلیاں ۲۰ فٹ سے کم نہ ہوں۔ محلہ کے ارد گرد سے گزرنے والی سڑک ۶۰ فٹ اور درمیان سے گزرنے والی ۵۰ فٹ سے کم نہ ہو۔ جب مکان بنانے کے لئے کوئی زمین خریدی جائے۔ تو امور عامہ خیال رکھے۔ کہ سڑکوں اور گلیوں کے لئے مقررہ فراخی کے مطابق زمین چھوڑی جائے۔

دوسری ہدائت حضور نے جلسہ سالانہ کے لئے خالص گھی خریدنے کے متعلق فرمائی اور وہ یہ کہ کافی عرصہ قبل گھی کے لئے تحریک کی جائے۔ تاکہ زمیندار جماعتیں جمع کر کے بھیج سکیں۔

تیسری ہدائت حضور نے کھانا عمدہ پکوانے کے متعلق یہ فرمائی۔ کہ ایک افسر کھانا دیکھنے والا ہوا کرے۔ جس کا یہ کام ہو۔ کہ روزانہ دونوں وقت ہر لنگر کا کھانا پاس کرے۔ اور اگر کھانے میں کوئی نقص ہو۔ تو اسے دور کرنے کے متعلق ہدایات دے۔ وہ مہمانوں کا قائم مقام ہوگا۔ اور اس کا یہ بھی کام ہوگا کہ کھانے کے متعلق مجھے بھی اطلاع دیتا رہے۔ اسی سلسلہ میں حضور نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جلسہ کے ایام میں میں بھی مختلف مقامات سے کھانا منگا کر کھایا کروں گا۔ تا معلوم ہو سکے کہ کیسا کھانا پکتا ہے۔

چوتھی ہدائت حضور نے یہ دی۔ کہ ایک محکمہ مردم شماری مقرر کیا جائے۔ جو مہمانوں کی تعداد معلوم کرے۔ اور یہ دیکھے۔ کہ کیا کھانے کی پرچیاں مہمانوں کی تعداد کے مطابق ہیں۔ نیز یہ کہ وہ کہاں کہاں اور کتنی تعداد میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اس ہدائت کے نافذ کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ معلوم ہوا ہے۔ اب کے احراری اور مصری پارٹی کے لوگوں نے دھوکہ سے بہت بڑی تعداد میں پرچیاں لکھا کر کھانا حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اور اس طرح نقصان پہنچانا چاہا۔

پانچویں ہدائت یہ فرمائی۔ کہ ابھی سے ہر محلہ کے مکان شمار کر لئے جائیں۔ تاکہ معلوم ہو سکے۔ کہ ہر محلہ میں کتنے مکان ہیں۔ اور ان پر کون قابض ہیں۔ پھر شروع نومبر سے جلسہ کے لئے مکان مانگے جائیں تاکہ پتہ لگ سکے۔ کہ کس نے نہیں دیا۔

چھٹی ہدائت حضور نے یہ دی۔ کہ کسیر (وہ گھاس جو جلسہ کے ایام میں مہمانوں کے سونے کے کمروں میں بچھایا جاتا ہے۔) جمع کرنے والا بھی خاص افسر ہونا چاہیئے۔ جو ضرورت کا اندازہ کر کے جمع کرے۔ اور پھر ہر مکان کے اندازہ کے لحاظ سے تقسیم کرے۔

ساتویں ہدائت یہ فرمائی۔ کہ جلسہ کے ایام میں روشنی کا بھی خاص انتظام ہونا چاہیئے۔ وہ دوست جن کے گھروں میں بجلی لگی ہوئی ہے۔ اگر ان ایام میں اپنے مکان کے باہر بھی ایک لیمپ لگا دیں۔ تو بہت آرام ہو سکتا ہے

آٹھویں ہدائت یہ فرمائی۔ کہ والنٹیرز کی تقسیم کا کام بھی ایک افسر کے سپرد ہو۔ جو ضرورت کے مطابق والنٹیرز مختلف مقامات میں تقسیم کرے۔ اور اپنے پاس ریزرو بھی رکھے۔ یہ نہ ہو۔ کہ ایک محلہ کے والنٹیر اپنے محلہ میں ہی کام کریں۔ خواہ وہاں کم آدمیوں کے کام کرنے کی ضرورت ہو۔

نویں ہدائت یہ فرمائی نیشنل لیگ کور کے متعلق دیکھا جائے۔ کہ اس کے والنٹیرز اپنے کام کے علاوہ اور کاموں پر لگائے جا سکتے ہیں یا نہیں۔

تقریر کے بعد حضور نے دعا فرمائی۔ اور پھر تمام چھوٹے بڑے کارکنوں کو مصافحہ کا شرف بخشا۔

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ

رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

(۱) سال چہارم کی تحریک جدید کے اعلان پر ایک ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے کیا اس عرصہ میں آپ نے اپنے فرض کو ادا کر دیا ہے

(۲) تحریک جدید کے وعدوں کی آخری میعاد ۳۱ جنوری ہے۔ اس تاریخ کے بعد کوئی وعدہ قبول نہ کیا جائیگا۔ سوائے ان ممالک کے جنکو مستثنٰے کیا گیا ہے۔

(۳) مومن کی علامت یہ ہے۔ کہ وہ سابق بالخیرات ہوتا ہے۔ پس آپکا صرف یہی فرض نہیں کہ ۳۱ جنوری سے پہلے اپنے وعدہ سے اطلاع دیدیں۔ بلکہ جسقدر پہلے آپ وعدہ لکھاتے ہیں۔ اسی قدر زیادہ ثواب کے آپ مستحق بنتے ہیں۔

(۴) تحریک جدید کا وعدہ پورا کرنے کی آخری میعاد ہندوستان کے لئے یکم دسمبر ہے۔ لیکن جو شخص جسقدر پہلے رقم ادا کرتا ہے۔ اتنا ہی ثواب کا زیادہ مستحق ہے۔ سوائے اس کے جو خدا تعالےٰ کی نگاہ میں معذور ہے۔

(۵) جسقدر پہلے رقم جمع ہو جائے۔ اتنا ہی زیادہ اس سے خدمت دین میں فائدہ پہونچ سکتا ہے۔

(۶) بے شک یہ چندہ اختیاری ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اختیاری چندہ ہی زیادہ ثواب کا موجب ہوتا ہے۔

(۷) دشمن اپنے سارے لشکر سمیت اسلام اور احمدیت پر حملہ آور ہے۔ اسلام اور احمدیت آپ سے ہر ممکن قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تاریکی کے فرزندوں اور نور کے فرزندوں میں ضرور نمایاں فرق ہونا چاہیئے۔

(۸) اس تحریک کا ہر شخص کے کان تک پہونچ جانا ضروری ہے۔ پس یہ بھی ثواب کا کام ہے۔ کہ آپ اپنے بھائی تک اس کی اطلاع پہونچا دیں۔ اور اسے اس میں شریک ہونے کی تحریک کریں۔ جو آپ کی تحریک پر حصہ لیتا یا زیادہ حصہ لیتا ہے۔ اس کے ثواب میں آپ بھی برابر کے شریک ہوں گے۔

(۹) خدا تعالےٰ کے کام بندوں کی مدد کے محتاج نہیں۔ وہ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہے مگر مبارک ہے وہ جس کے ہاتھ کو خدا تعالےٰ اپنا ہاتھ قرار دے۔ کہ وہ برکت کو پا گیا۔ اور رحمت کا وارث ہو گیا۔

(۱۰) تحریک جدید سال سوم کا بقایا جن افراد یا جماعتوں کے ذمہ ہو۔ ان کو بھی فوری ادائگی کیطرف توجہ کرنی چاہیئے

خاکسار۔ مرزا محمود احمد

انتقال مقدمہ کی نسبت درخواست

بٹالہ ۲ جنوری۔ شیخ عبدالرحمٰن مصری پر خیانت مجرمانہ کے الزام میں پولیس نے مجسٹریٹ علاقہ بٹالہ کی عدالت میں زیر دفعہ ۴۰۸ تعزیرات ہند جو مقدمہ دائر کیا تھا۔ اس کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور کی عدالت میں درخواست انتقال دی گئی ہے۔ جس کی سماعت ۱۰ جنوری کو ہوگی۔

معہ بیوی حج کیلئے جانے والے احمدی

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی احمدی دوست معہ بیوی حج کے لئے جا رہے ہوں۔ تو اطلاع دیں۔ ایک احمدی عورت حج کے لئے

8

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل
قادیان دارالامان مورخہ یکم ذیقعد ۱۳۵۶ھ

کانگرس کے غیر ذمہ وار ہمدرد اور نادان دوست

کانگرس کو ہم ایک ذمہ وار سیاسی پارٹی سمجھتے ہیں۔ اور ہمارا خیال تھا۔ کہ کوئی غیر ذمہ وار شخص خواہ مخواہ اپنے آپ کو کانگرس کا نمائندہ قرار دے کر کوئی ایسی بات کہنے کی جرأت نہ کرتا ہوگا۔ جس کی ذمہ داری کانگرس پر پڑتی ہو۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ایک دو معاملات کے باعث ہمیں اپنے خیال میں شک و شبہ پیدا ہو گیا ہے:۔

کچھ عرصہ سے ہندو مسلم اخبارات میں یہ ذکر ہو رہا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت مسلم لیگ میں شامل ہوگی یا کانگرس میں۔ کانگرس کے حامی سنجیدہ اور متین اخبارات نے اس بات کو بہت اہمیت دی ہے۔ اور اشتیاق ظاہر کیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ جلد سے جلد کانگرس کے ساتھ مل کر آزادیٔ وطن کے لئے کوشاں ہو۔ چونکہ جماعت احمدیہ ایک واجب الاطاعت امام کے ماتحت ہے اور جو فیصلہ بھی حضرت امام علیہ السلام کسی امر کے متعلق فرمائیں۔ اسے پتھر کی لکیر سمجھتی ہے۔ اور آخری دم تک اس پر عمل پیرا رہنا اپنا فرض خیال کرتی ہے اس لئے ضروری ہے۔ کہ جس قدر کوئی معاملہ زیادہ اہم ہو۔ اسی قدر زیادہ غور و فکر اس کے متعلق فیصلہ کرنے میں اور اس کے مختلف پہلوؤں کو پیش نظر رکھنے میں کیا جائے۔ اس وجہ سے اگرچہ ابھی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کے مسلم لیگ یا کانگرس میں شمولیت کے متعلق آخری فیصلہ صادر نہیں فرمایا۔ تاہم چونکہ یہ معاملہ روز بروز زیادہ اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس لئے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حضور نے یہ بیان فرمایا۔ کہ کن حالات میں جماعت احمدیہ کانگرس، یا مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کر سکتی ہے:۔

چونکہ یہ اعلان جو ہندو مسلمان اخبارات میں وسیع پیمانہ پر شائع ہوا۔ جماعت احمدیہ کی بلند ترین اور سب سے بڑھ کر ذمہ وار ہستی کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ کانگرس کا کوئی ذمہ وار رکن ہی اس کے متعلق کانگرس کی پالیسی کا اظہار کرتا۔ لیکن حیرت ہے کہ یہ فرض اخبار "پرتاپ" کے مہاشہ ویریندر صاحب نے خود بخود اپنے ذمہ لے لیا۔ اور کانگرس کے نادان دوست بن کر خامہ فرسائی شروع کر دی:۔

مہاشہ جی نے پہلے تو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی جلسہ سالانہ کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

"انہوں نے کہا۔ کہ اگر ہماری شکایات دور نہ کی گئیں۔ تو ہم گورنمنٹ سے عدم تعاون کریں گے . . . . . . انہوں نے جو دھمکی دی ہے۔ اس سے معلوم پڑتا ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ سے کسی قسم کا سودا کرنا چاہتے ہیں"

اول تو جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ مختصراً یہ ہے۔ کہ جس تعاون کے متعلق قانونی طور پر ہم پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی۔ وہ ہم پیش نہیں کریں گے۔ اگر حکومت کا ہمارے ساتھ وہی رویہ رہا۔ جو اب تک چلا جا رہا ہے۔ دوسرے اگر اس کا نام سودا کرنا ہے۔ تو یہ سوداگری مدت سے خود کانگرس کر رہی ہے۔ اور سیاسیات کا بہت کچھ دارو مدار اسی پر ہے۔ پھر ایک کانگرس کے حامی کو کیا حق ہے۔ کہ اس پر ناک بھوں چڑھائے:۔

مہاشہ جی نے جماعت احمدیہ کی کانگرس میں شمولیت یا عدم شمولیت کے سوال کو بھی دھمکی کی ذیل میں رکھ کر لکھا ہے:۔

"اگر اس کے باوجود گورنمنٹ احمدیوں کی شکایات دور کرنے کو تیار نہ ہوئی۔ تو خلیفہ صاحب کے لئے کافی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ وہ زیادہ سے زیادہ عدم تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ اس سے آگے وہ جانا نہیں چاہتے"

حالانکہ کانگرس میں شمولیت کا انحصار مشکلات کے ہونے یا نہ ہونے پر نہیں۔ بلکہ اس بات پر ہے۔ کہ ہم اپنے مذہبی مفادات کی حفاظت کرتے ہوئے کہاں تک اس کے ساتھ تعاون کر کے ملک کی آزادی میں حصہ لے سکتے ہیں مشکلات سے گھبرا کر دیدہ دانستہ غلط قدم اٹھانا عقلمندی کا کام نہیں۔ اور جماعت احمدیہ سے اس قسم کی توقع رکھنا بالکل فضول ہے:۔

اصل معاملہ کا جو کانگرس میں جماعت احمدیہ کے شامل ہونے یا نہ ہونے کے متعلق فیصلہ کن ہے۔ ذکر کرتے ہوئے مہاشہ ویریندر صاحب فرماتے ہیں:۔

"آپ کانگرس میں آزادی کی جد وجہد کے لئے شامل ہونا چاہتے ہیں۔ یا تبلیغ کے لئے۔ اگر آپ کا مقصد ہندوستان کی تحریک آزادی کو آگے لے جانے کا ہے۔ تب تو آپ شوق سے کانگرس میں آسکتے ہیں۔ اور کانگرس آپ کا خیر مقدم کرے گی۔ لیکن اگر آپ کانگرس کے ذریعہ اسلام کا پرچار کرنا چاہتے ہیں۔ یا اپنے خاص حقوق کے لئے سودا کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو کانگرس میں شامل ہونے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ مختلف جماعتوں کے مذہبی معاملات میں کانگرس نے کیا رویہ اختیار کرنا ہے۔ اس کا فیصلہ وہ اپنے بنیادی حقوق کے متعلق کراچی والے ریزولیوشن میں کر چکی ہے۔ وہ مزید کسی قسم کا وعدہ نہیں کر سکتی۔ کانگرس سیاسی حقوق کے لئے لڑ رہی ہے۔ مذہبی حقوق کے لئے نہیں"

اس سے زیادہ غیر ذمہ وارانہ طریق عمل کانگرس کے کسی حامی نے شاید ہی کبھی اختیار کیا ہو۔ حیرت ہے۔ مہاشہ جی کو ابھی تک اتنا بھی علم نہیں۔ کہ ہندوستان کی تحریک آزادی تو کیا؟ جماعت احمدیہ کسی قیمت پر بھی مذہب کے کسی ایک اصل کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بے شک کانگرس میں شمولیت ہندوستان کی تحریک آزادی کو آگے لے جانے کے لئے ہے لیکن اسی صورت میں یہ ممکن ہے۔ جبکہ مذہبی آزادی پر کسی قسم کی پابندی عائد نہ ہو۔ اگر کانگرس اس کے متعلق کوئی واضح فیصلہ کر چکی ہے۔ تو جماعت احمدیہ کو اس بارے میں اطمینان دلانے میں کیا روک ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ بالفاظ "پرتاپ" "مزید کسی قسم کا وعدہ نہیں کر سکتی" تو گویا وہ یہ سمجھتی ہوئی کہ اس کا کراچی کا ریزولیوشن مسلمانوں کو مطمئن کرنے سے قاصر ہو چکا ہے۔ اس بات کے لئے تیار نہیں۔ کہ مسلمانوں کو ان کے مذہبی حقوق کے محفوظ ہونے کی تسلی دے:۔

ہمارا خیال ہے۔ کہ کوئی ذمہ دار کانگرسی اس قسم کے الفاظ میں مسلمانوں کو جواب دینا موزوں نہ سمجھے گا۔ جماعت احمدیہ جو کچھ چاہتی ہے۔ وہ صرف یہ ہے۔ کہ تبلیغ مذہب اور تبدیلیٔ مذہب پر کسی قسم کی پابندی عائد نہ کی جائے۔ اور یہ مطالبہ صرف اسلام کے متعلق نہیں۔ بلکہ تمام مذاہب کے متعلق ہے۔ ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو حق ہونا چاہیئے۔ کہ اپنے مذہب کی خوبیاں دوسروں کے سامنے پیش کریں۔ اور پھر ہر شخص کو آزادی ہونی چاہیئے۔ کہ جو مذہب چاہے قبول کرے۔ اس نہایت معقول مطالبہ کے متعلق ضروری ہے۔ کہ کانگرس ذمہ دارانہ طور پر غور کرے۔ اور پوری طرح اطمینان دلائے:۔

خدا تعالیٰ کی صفاتِ رحمت

اور

دُنیا میں دُکھ درد کا فلسفہ

(۱)

جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ ۱۹۳۷ء پر ۲۶ دسمبر کو جو تقریر فرمائی۔ اس کی پہلی قسط درج ذیل کی جاتی ہے ؛

ہستی باری تعالیٰ پر اعتراض

زمانہ حال میں جو اعتراض ہستی باری تعالیٰ پر کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو وجود باری کے متعلق ہیں۔ اور بعض صفات باری کے متعلق یعنے بعض اعتراض اس قسم کے ہیں جن سے خدا تعالیٰ کے وجود سے مطلق انکار منشا ہوتا ہے۔ اور بعض اس قسم کے ہیں۔ جن سے بظاہر مطلق انکار منشا معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف بعض صفات کا انکار معلوم ہوتا ہے۔ یا ان صفات میں جو عموماً وجود باری کے ماننے والوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں۔ صرف کچھ نقص اور کمزوری دکھانا مقصود معلوم ہوتا ہے۔ میرا مضمون خدا تعالیٰ کی صفاتِ رحمت کے متعلق ہے۔ اور میں انشاء اللہ یہ کوشش کروں گا۔ کہ صفاتِ رحمت کے متعلق جو اعتراض اس زمانہ میں کئے جاتے ہیں۔ ان کا جواب دوں۔ لیکن پیشتر اس کے کہ میں اس مضمون کو شروع کروں۔ یہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ صفات باری پر اعتراض کرنا گو بظاہر محض صفات باری پر اعتراض ہوتا ہے وجود باری پر نہیں لیکن درحقیقت ایسے اعتراضوں کا بھی اصل منشا عقیدہ وجود باری پر ہی ضرب لگانا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے منکر جب دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے اعتراضوں کے باوجود لوگ خدا کو مانتے ہیں۔ تو وہ پھر ان صفات پر حملہ کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کو ماننے والے خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور صفات کے متعلق شبہات پیدا کر کے لوگوں کو خود وجود باری کے متعلق ہی شبہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ایسے حملوں کے پیش نظر یاد رکھنا چاہیئے کہ صفات کی بحث بہر حال دوسرے درجہ پر ہے۔ پہلے درجہ پر بحث وجود باری کی ہے۔ اگر وجود باری ثابت نہ ہو۔ تو صفات کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ ہاں اگر وجود باری ثابت ہو جائے۔ تو پھر صفات کے متعلق بے شک بحث ہو سکتی ہے۔ لیکن اس صورت سے کہ وجود باری قائم رہے۔ اور صفات کے متعلق جو کچھ بھی کہا جائے اس سے وجود باری کا انکار لازم نہ آئے۔ گویا صفات کی بحث صرف وجود باری کی حقیقت کے سمجھنے کے لئے یا اُن مشکلات کو حل کرنے کے لئے جو وجود باری کو تسلیم کرنے کے بعد پیدا ہوتی ہیں اٹھائی جا سکتی ہے۔ اس لئے نہیں اٹھائی جا سکتی۔ کہ دیکھا جائے۔ کہ وجود باری ابھی ثابت ہُوا ہے یا نہیں۔ اگر باوجود اس کے خدا کو نہ ماننے والے وجود باری کی بحث کے بجائے صفات کی بحث اٹھائیں۔ اور غرض ان کی یہ ہو۔ کہ کسی طرح وجود باری کو شبہ میں لایا جائے۔ تو ہم یہی کہیں گے۔ کہ وجود باری کا مسئلہ ایسا وزنی ہے۔ کہ منکرین دلیل کے میدان سے پسپا ہو کر وسوسہ کے اوچھے ہتھیاروں کے ذریعہ فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر ہم منکرین کے اس حربہ کے پیچھے جو اصل محرک ہے اسے معلوم کر لیں۔ تو ان کی حالت کا اور بھی گہرا علم ہمیں حاصل ہو جاتا ہے۔

منکرین خدا کا وہم باطل

اصل بات یہ ہے کہ منکرین خدا یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ عام طور پر جو لوگ خدا کو مانتے ہیں۔ وہ رسمی و رواجی محرکات کو چھوڑ کر اس وجہ سے مانتے ہیں کہ قدرت کے عجائبات نے ان کو حیرت میں ڈالا۔ اور اس حیرت کا جواب انہوں نے عقیدہ وجود باری کی صورت میں دیا۔ یا قدرت کے بعض مہیب مناظر نے ان کے دلوں میں خوف پیدا کیا۔ اور خوف سے بھاگتے ہوئے انہوں نے عقیدہ وجود باری میں پناہ لی۔ یا دنیا میں اپنا وجود قائم کرنے کے لئے انہوں نے دیکھا کہ قربانی کے بغیر چارہ نہیں۔ تو قربانی کی قیمت وصول کرنے کے لئے انہوں نے خدا کا وجود تجویز کیا۔ کیونکہ منکرین یہ سمجھتے ہیں۔ کہ خدا کا عقیدہ اس قسم کے نیم عقلی محرکات کے ماتحت پیدا ہُوا ہے۔ اس لئے وہ یہ بھی سمجھتے ہیں۔ کہ صفات کے متعلق شبہات پیدا کر دینے سے وجود باری کے متعلق شبہات پیدا کر دینے بالکل آسان ہیں۔ بلکہ یہ ایک موثر طریق وجود باری کو متزلزل کرنے کا ہے۔ کہ وجود کے بجائے صفات پر بحث کی جائے۔ اور کئی ایسے لوگ جن کا عقیدہ نیم عقلی محرکات کے ماتحت پیدا ہُوا ہوتا ہے۔ جنکو خود کچھ بھی معرفت و رویت خدا اور خدا کی صفات کے متعلق حاصل نہیں ہوتی۔ یا جن کو اہلِ معرفت اور اہل رویت کی صحبت میں رہنے ان کے فیض سے فیضیاب ہونے اور انکی تاثیر سے متاثر ہونے کی توفیق نہیں ملی ہوتی وہ جھٹ ایسے وسوسوں کا شکار ہو جاتے ہیں

خدا کی ہستی کا عقیدہ انبیاء کے زمانہ میں

لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا کا عقیدہ اپنی پوری شدت اور اپنی پوری چمک کے ساتھ انبیاء کے زمانہ میں پیدا ہوتا ہے اور انبیاء کے زمانہ میں اس عقیدہ کا اپنی انتہا کو پہونچنا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ عقیدہ وجود باری کی اصل محرک وہ رویت ہے۔ جو انبیاء کو اور ان کے فیض صحبت سے دوسروں کو حاصل ہوتی ہے۔ ہر نبی کے زمانہ میں انسانوں کو یہ رویت بخشی جاتی ہے۔ اور اس رویت کے ذریعہ نہ صرف وجود باری گویا انسانوں پر ظاہر کر دیا جاتا ہے۔ بلکہ صفات باری کا الگ الگ مشاہدہ بھی کرا دیا جاتا ہے ؛

موجودہ زمانہ

موجودہ زمانہ میں جو ہم لوگ خدا تعالیٰ کے متعلق اس وثوق اور یقین سے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ تو اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ کہ ہم نے خدا کے وجود کا مشاہدہ اس کلام کی شکل میں کیا ہے۔ جو بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہُوا۔ اور جس کے سچا ہونے کی شہادت واقعات نے دی۔ شاید ہی کوئی خدا کی صفت ہوگی۔ جس کا مشاہدہ ہم نے خود نہ کیا ہو۔ ہم نے خدا کی صفت عزیز کا مشاہدہ کیا۔ صفت متکلم کا مشاہدہ کیا۔ صفت حفیظ کا مشاہدہ کیا۔ صفت مجیب کا مشاہدہ کیا۔ صفت خالقیت کا مشاہدہ کیا۔ صفت شفا کا مشاہدہ کیا۔ اور سب سے بڑھ کر صفات رحمت کا مشاہدہ کیا۔ اب ہمارے سامنے کوئی منطقی وسوسے وجود باری یا صفات باری کے متعلق پیش کرے۔ تو ہم اس سے متاثر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہمارے ایمان کی بنیاد نیم عقلی دلائل یا غیر عقلی محرکات پر نہیں۔ بلکہ مشاہدہ پر ہے۔ اور کسی وجود کے مشاہدہ کے بعد اگر اس وجود کے متعلق بعض سوال پیدا ہوں تو بہر حال ان سوالات کی بحث کو مشاہدہ کے ماتحت ہی رکھا جائیگا۔ ہم خدا تعالیٰ کو ایک فرضی وجود کے طور پر نہیں مانتے۔ نہ ہی اس کی صفات کو فرضی صفات کے طور پر مانتے ہیں ہمیں وجود باری کا بھی اور صفات باری کا بھی تجربہ ہو چکا ہے پس ہمارے سامنے اگر کوئی اعتراض وجود باری کے متعلق یا صفات باری کے متعلق پیش ہو۔ تو ہم اسے قابل توضیح یا قابل تشریح تو سمجھیں گے۔ لیکن اس قابل نہ سمجھیں گے۔ کہ اس سے کسی صورت میں بھی خدا یا خدا کی صفات کے بارے میں شبہ پڑ سکتا ہو ؛

خدا تعالےٰ کی صفاتِ رحمت پر اعتراض

خدا تعالےٰ کی صفاتِ رحمت کے متعلق اعتراض شاذ ہمیشہ ہی کئے گئے ہیں لیکن فی زمانہ یہ اعتراض ان بڑے بڑے اعتراضوں میں سے ہے، جن پر منکرینِ خدا کا انحصار ہے، اور جن کی اشاعت سے عام طور پر خدا تعالےٰ کے متعلق بے خبری اور غفلت پیدا کی جا رہی ہے،

ایک مشہور مصنف کا بیان

چنانچہ آج کل کے ایک نہایت ہی نامور مصنف مسٹر سی ای ایم، جوڈ ہیں، جن کی متعدد تصانیف بالعموم تعلیم یافتہ طبقہ کے زیرِ مطالعہ رہتی ہیں، انہوں نے ایک کتاب "مذہب کا حال و استقبال" بھی لکھی ہے، اس میں انہوں نے گویا زمانہ جدید کے خیالات و شبہات کا مرقع پیش کیا ہے، اور اس کتاب میں انہوں نے ان اعتراضات کو جو خدا تعالےٰ کی صفاتِ رحمت کے متعلق منکرین نے تجویز کئے ہیں، زمانۂ حال کے اہم ترین اعتراضات کی ذیل میں بیان کیا ہے، میں نے بھی "جوڈ" کے بیان کو مدنظر رکھ کر یہ مضمون طیار کیا ہے، "جوڈ" کا نفسِ بیان فلسفیانہ اور علمی ہے، لیکن اسلوبِ بیان سادہ ہے، اس لئے وہ زمانۂ حال کے قریباً سب طبقات کے مذاق اور فہم کے قریب ہے، "جوڈ" کے بیان کا خلاصہ یہ ہے:۔

دُنیا میں دکھ، درد، اور ظلم موجود ہیں، اب یا تو یہ دکھ، درد خدا نے پیدا کئے ہیں، یا یہ خود بخود پیدا ہو گئے ہیں، اگر خدا نے خود پیدا کئے ہیں، تو اول تو ہو سکتا ہے۔ کہ جیسا کہ وہ ہمیں معلوم ہوتے ہیں۔ واقعی اور حقیقی ہیں، اور دوسرے ہو سکتا ہے، اور کئی لوگوں کا خیال یہ بھی ہے، کہ وہ سب کے سب ایک واہمہ ہیں، اور ہماری محدود نظر کا نتیجہ حقیقی اور واقعی نہیں۔ اگر تو دکھ، درد واقعی اور حقیقی ہیں، اور خدا نے ان کو خود پیدا کیا ہے، تو یہ خدا کی رحمت میں ایک نقص ہے، اور اگر وہ ایک واہمہ ہیں، گو خدا نے ہی یہ واہمہ پیدا کیا ہو۔ تو بھی تکلف کے ساتھ وہم کا اضافہ کر کے خدا کی رحمت کو اور بھی ناقص ٹھہراتے ہیں، اگر دکھ اور درد کو خدا نے پیدا نہیں کیا۔ بلکہ وہ خود بخود موجود ہیں، تو ایک صورت تو یہ ہے، کہ خدا خود رحیم ہے، اور چاہتا ہے، کہ دُنیا میں دکھ اور درد نہ ہوں، لیکن باوجود چاہنے کے ان کو مٹا نہیں سکتا، اس صورت میں خدا کی طاقت اور قدرت میں نقص لازم آتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ خدا چاہتا ہے، کہ دکھ اور درد دُنیا میں موجود رہیں۔ اس صورت میں خدا کی رحمت میں نقص لازم آتا ہے۔ گویا دُنیا میں دکھ درد کے ہوتے ہُوئے دو صورتوں سے ایک صورت لازمی ہے یا یہ کہ خدا کی رحمت میں نقص مانا جائے اور یا یہ کہ خدا کی قدرت میں نقص مانا جائے:۔

اصلی اور حقیقی صُورت

لیکن مقامِ تعجب ہے۔ کہ جوڈ کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ ان دونوں صورتوں کے علاوہ ایک تیسری صُورت بھی ممکن ہے اور وہ یہ کہ خدا نے اپنے اظہار کے لئے ایک ایسا وجُود بنایا۔ جو اس کی ساری صفات کا مظہر ہو، وہ خدا کی ملک اور خدا کی مخلوق ہونے کے باوجُود خدا کے مشابہ صفات رکھتا ہو، اور اس کی صفات سے گویا خدا کی اعلیٰ و اکمل صفات پر قیاس کیا جا سکتا ہو زمین، چاند، ستارے، اور سُورج، خدا کی صفات مالک، اور قادر کے مظہر ہیں۔ اسی طرح نباتات، اور حیوانات ان صفات کے علاوہ بعض اور صفات کے مظہر ہیں۔ لیکن صرف انسان کا وجُود ہے۔ جو خدا کی سب صفات کا مظہر ہے، جو ایک طرح کا رب بھی ہے، رحمان بھی ہے، رحیم بھی ہے، اور مالک بھی ہے، اور آزاد ہونے کی وجہ سے قدرت والا بھی ہے، وہ نہ صرف طاقت والا ہے، بلکہ ذی حیات، ذی حس، ذی رُوح، اور ذی ارادہ ہے، اس کے وجُود میں خدا کی تمام صفات کا ایک نقشہ ہمیں نظر آتا ہے، اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان اللہ خلق آدم علےٰ صورتہٖ۔ اب اگر یہ جواب ہو۔ تو پھر دکھ، درد کے متعلق ہمیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ یہ خود بخود پیدا ہو گئے ہیں۔ نہ یہ کہنے کی ضرورت ہے، کہ یہ ایک واہمہ، اور دھوکا ہیں۔ جن میں انسان کو ڈالا گیا ہے۔ نہ ہی خدا تعالےٰ کے متعلق یہ معذرت کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ خدا نے سب کچھ خود نہیں بنایا۔ مادہ اور اس کے ذرات۔ بلکہ بعض کے نزدیک خود انسان بھی خود بخود پیدا ہو گئے تھے۔ خدا تو جس حد تک ان کے نقص کو دُور کر سکتا ہے، کرتا رہتا ہے، نہ ہی ہمیں ہندوؤں کی طرح تناسخ کے چکر میں پڑنے کی ضرورت ہے۔ ہم تو یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ کائنات کے بے شمار اور لا انتہا سامانوں سے، دُنیا کے نظام اور انتظام سے چیزوں کے خواص سے۔ آسمانی ہدایت کی موجودگی سے کائنات میں۔ قانون کی حکومت سے، خصوصاً محنت اور قربانی کے قانون سے خدا کا رحم ثابت ہے۔ باقی اگر کچھ ہے۔ تو جُوں جُوں انسان علم اور معرفت میں ترقی کریگا وُہ بھی سمجھ میں آتا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہو بھی رہا ہے۔ کئی چیزیں ہیں جن کو ایک وقت میں مضر سمجھا جاتا ہے پھر ایک وقت آتا ہے۔ کہ انہی چیزوں کو مفید سمجھا جانے لگتا ہے۔ ہاں اسلامی تعلیم کے مطابق انسان ہی ایک مخلوق نہیں۔ اور مخلوق بھی ہے، ان میں جمادات، نباتات، اور حیوانات بھی شامل ہیں، جن کو خدا نے پیدا کیا ہے۔ جس طرح انسان کے پیدا کرنے میں حکمت ہے۔ اسی طرح باقی مخلوق کے پیدا کرنے میں بھی حکمت ہے۔ بے شک ان کو انسان کے لئے مسخر کر دیا گیا ہے، لیکن مسخر کرنے کا مطلب یہ نہیں۔ کہ ان کا الگ، اور مستقل وجُود نہیں۔ بلکہ مسخر ہونے کے باوجُود ان کی بعض اپنی حکمتیں ہیں۔ اور خدا کی کوئی خاص صفات ہیں۔ جن کا ظہور اُن کے ذریعہ سے ہو رہا ہے:۔

کوئی چیز بے فائدہ نہیں؟

اب ہمیں کسی چیز سے بھی گلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کسی چیز کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ صرف یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کے فوائد ہمیں معلوم نہیں۔ ہر ایک چیز مفید ہے۔ انسان کے لئے کھلا راستہ ہے۔ وُہ اپنی کوشش سے اور اپنے ارادہ سے، سب چیزوں کے فوائد اخذ کرے پھر اہلِ دُنیا بھی جانتے ہیں۔ کہ ایسی کوئی چیز نہیں۔ کہ جس کے صرف فائدے ہی فائدے ہوں۔ مگر باوجُود اس کے بعض چیزوں کو اچھا کہا جاتا ہے، یہ اسی لئے کہ ان چیزوں کا اچھا استعمال کرنا انسان نے سیکھ لیا ہے۔ پس اپنی ذات میں کوئی چیز بُری نہیں۔ ہاں غلط استعمال سے بُری ہو جاتی ہے اور استعمال انسان کے اختیار میں ہے اور انسان چونکہ ذی اختیار اور ذی ارادہ ہے۔ اس لئے کبھی صحیح اور کبھی غلط استعمال کر بیٹھتا ہے:۔

انسان انعامات کا مستحق کس طرح بن سکتا ہے

پھر یہ بھی دیکھنا ہے۔ کہ انسان ترقی اور انعامات کا مستحق کیسے بن سکتا تھا جب تک کہ طرح طرح کے امتحان اور آزمائشیں نہ رکھی جائیں۔ پس یہ فائدہ بھی ان مضرتوں سے ہے۔ جو دنیا میں ہمیں نظر آتی ہیں کہ ان سے انسانوں کے درجہ میں تمیز ہو جاتی ہے۔ اور جو زیادہ ترقی یا زیادہ انعام کے مستحق ہوتے ہیں۔ ان کو موقعہ مل جاتا ہے۔ کہ وہ بڑے بڑے درجے حاصل کر سکیں۔ آرام اور آسائش میں کئی لوگ خدا کو یاد کر لیتے ہیں۔ لیکن جہاں ذرا تنگی ہوئی۔ تو ان کے دلوں میں قبض پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو تکلیف کے وقت بھی خدا کو یاد رکھتے ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضرت لقمان کا واقعہ کئی دفعہ سنایا ہے۔ کہ وہ گرفتار ہو کر کسی کے پاس بطور غلام بیچ دیئے گئے۔ ان کے مالک ان سے بہت اچھا سلوک کرتے تھے۔ ایک دن ان کے پاس بے فصل کا خربوزہ تحفہ آیا۔ حضرت لقمان کے مالک نے ان کو ایک پھانک کاٹ کر دی۔ جسے انہوں نے بہت مزے سے کھایا اس پر مالک نے یہ سمجھ کر کہ حضرت لقمان کو خربوزہ بہت پسند آیا ہے۔ ایک پھانک اور کاٹ کر دی۔ وہ بھی انہوں نے کھائی۔ اور پھر ایک پھانک اور ان کو دے کر ایک پھانک کاٹ کر خود بھی کھائی۔ لیکن مالک کو وہ خربوزہ ایسا بدمزہ معلوم ہوا کہ فوراً قے آگئی۔ مالک نے حضرت لقمان سے پوچھا۔ کہ ایسا کڑوا خربوزہ تم مزے مزے کر کیوں کھاتے رہے۔ کیوں نہ تم نے مجھے بتا دیا۔ اور میں یہ کڑوا خربوزہ تمہیں نہ کھلاتا۔ حضرت لقمان نے جواب میں کہا۔ کہ جس ہاتھ سے میں نے اس کثرت سے میٹھی چیزیں کھائی ہیں۔ اس ہاتھ سے اگر ایک کڑوی چیز بھی مل گئی تو کیا ہوا۔ کیا میں اتنی سی بات پر شور مچا دیتا۔ اب یہ شکرگزاری کا ایک لطیف اور قابلِ تعریف جذبہ ہے۔ جس کا پتہ اس خربوزہ کی مضرت کے سوا ہرگز نہیں لگ سکتا تھا۔

پس خدا نے مضرتیں بھی رکھی ہیں تاکہ وہ دیکھے کہ کون انسان ہیں۔ جو ان مضرتوں کے امتحان کئے جاتے پر بھی شکرگزار ثابت ہوتے ہیں۔ پھر ترقیات کے دروازے بھی انہی عسر و یسر کی حالتوں سے کھلتے ہیں۔ یہ بھی انسان کے امتحان کے لئے ہیں۔ اور بغیر امتحان کے کوئی درجہ نہیں اگر تکلیفیں پیدا کرنی مناسب نہ تھیں۔ تو پھر انسان بھی پیدا کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اور اگر انسان کو اظہار الوہیت کے لئے پیدا کرنا ضروری تھا۔ تو پھر انسان کو انسانیت کے لئے امتحان پیش کئے جانے ضروری تھے۔ اور انسانیت کے امتحان یہی تکلیفیں اور دکھ ہیں۔ جن پر اعتراض کیا جاتا ہے ؎

انسان کی ہدایت کے لئے خوف کی ضرورت

پھر موذی اشیاء کے پیدا کرنے کی ایک بڑی غرض یہ ہے۔ کہ انسان کی کئی حالتیں ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی رحمت کا یہ تقاضا ہے۔ کہ ہر حالت کے مناسب حال ہدایت کا سامان کیا جائے۔ پس چونکہ انسان کی ایک ادنےٰ حالت ایسی بھی ہے جو بغیر خوف کے راستی اور صلاحیت کی طرف مائل نہیں ہوتی۔ اس لئے خدا نے خوف کا سامان پیدا کرنے کے لئے بھی دنیا میں موذی اشیاء اور تکالیف اور دکھ پیدا کئے ہیں۔ بچوں کے متعلق یہ طریقہ جاری ہے۔ جانوروں کے متعلق بھی یہ طریقہ جاری ہے۔ اگر ان کو سیدھے راستہ پر چلانا ہو۔ اور میانہ روی سکھلانی ہو۔ تو تھوڑا تھوڑا ڈرایا دھمکایا جاتا ہے ہاں بالکل روک دینے سے ارادہ اور آزادی سلب ہو جاتی ہے۔ اور ارادہ اور آزادی سلب کر لینے سے انسان کی پیدائش کی غرض ہی باطل ہو جاتی ہے۔ تھوڑا تھوڑا ڈرانا خدا کی رحمت کی دلیل ہے اگر اعتراض یہ ہو۔ کہ بعض اوقات ڈراتے ڈراتے موت ہی واقع ہو جاتی ہے۔ پھر ایسا ڈرانے سے کیا فائدہ کہ جان ہی گئی۔ اور ڈر اس کے کسی کام بھی نہ آیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر کسی مصیبت سے انسان مر جائے۔ تو اگر اس نے مصیبت کے وقت ڈر کر اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں سے توبہ کر لی۔ اور اپنے اندر ایک نیک ارادہ کر لیا۔ تو وہ تو خدا کے انعام کا مستحق ہو گیا۔ اور اگر موت سامنے دیکھ کر بھی وہ اپنی شرارت پر قائم رہا۔ تو اس کو جائز سزا مل گئی۔ اس پر شکایت کی کوئی وجہ نہیں ؎

بدکرداروں کو سزا ملنا ضروری ہے

پھر مضرتوں کا یہ فائدہ بھی ہے کہ ان کے ذریعہ بدکرداروں اور شریروں کو سزا دی جاتی ہے۔ پس موذی جانور اور مختلف بیماریوں کے کیڑے یہ مقصد بھی پورا کرتے ہیں۔ کہ ان کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ ان کو جو سزا کے مستحق ہیں سزا دے۔ عموماً ایسے لوگ جب عذاب اور سزا میں ذرا توقف ہو تو کہا کرتے ہیں۔ کہاں ہے خدا ہمیں سزا کیوں نہیں ملتی۔ اور جب سزا ملتی ہے تو وہ اور ان کے ساتھی پکار اٹھتے ہیں کہ خدا تو رحیم ہے۔ ہمیں سزا کیوں ملی ؎

پھر بعض لوگ قدرتی طاقتوں کے متعلق پوچھتے ہیں۔ بے شک ان سے لوگ مرتے ہیں۔ اور بعض حوادث ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان سے کئی کئی آدمی مر جاتے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ قانون کے ماتحت ہوتا ہے۔ جو ہمیشہ سے موجود ہے۔ ایسا نہیں ہوتا۔ کہ جس وقت کوئی حادثہ پیش آئے۔ اس وقت وہ قانون صادر کیا جاتا ہے۔ بجلی اور پانی کے متعلق تو اب عام طور پر سمجھا جانے لگا ہے۔ کہ ان میں انسان کے لئے مفید پہلو ہیں۔ جو کوشش اور ارادہ سے استعمال میں لائے جا سکتے ہیں۔ زلزلہ ایک خطرناک طاقت ہے۔ اور گو اس سے ڈرانے اور عذاب دینے کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ اس سے دنیا کی زندگی کو بھی فائدہ پہونچتا ہے۔ بلکہ یہی زلازل ہیں۔ جن سے دنیا قابلِ رہائش بنی ہے اور اب بھی ان کے ذریعہ تغیرات جاری ہیں۔ اگر گنہگار قدرتی طاقتوں یا حوادث کے ماتحت مرتے ہیں۔ یا تکلیف میں پھنستے ہیں۔ تو گویا سزا پاتے ہیں۔ اور اگر بے گناہ پھنستے ہیں۔ تو قانون کی زد میں آتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کا منشاء ہے کہ انسان خدا کے بنائے ہوئے قانون کو سمجھے اور اس کو اپنے لئے مسخر کرنے میں بھی ترقی کرے۔ اور اگر قانون کے مضرات مومنوں کے لئے بند کر دیئے جاتے۔ تو انسانی علوم اور انسانی ترقی کا راستہ بند ہو جاتا ؎

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۳۷ء کی مختصر روئداد اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" میں

معزز انگریزی معاصر "سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور نے ۲۸ اور ۳۰ر دسمبر ۱۹۳۷ء کی اشاعتوں میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۳۷ء کی جو مختصر روئداد شائع کی ہے۔ اس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

۲۸ر دسمبر کے پرچہ میں لکھا۔ اتوار کی صبح کو ایک بہت بڑے مجمع میں حضرت مرزا محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے احمدیہ کانفرنس کے چھیالیسویں اجلاس کا افتتاح فرماتے ہوئے حاضرین سے پُرزور اپیل کی۔ کہ انہیں ان مخفی طاقتوں اور حیرت انگیز استعدادوں پر جو انسانی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے۔ کام لینا چاہیئے۔ اور خدا تعالےٰ پر یقین رکھنا چاہیئے جو ان طاقتوں کے دینے والا ہے۔

جماعت احمدیہ کا یہ جلسہ تین دن تک جاری رہیگا۔ جس کے دوران میں حضرت امام جماعت احمدیہ دو تقریریں فرمائینگے آپ پہلی تقریر میں جماعت کی گذشتہ سال کی تبلیغی و دیگر سرگرمیوں پر تبصرہ فرمائیں گے۔ نیز سال آئندہ کے متعلق پروگرام پیش فرمائیں گے۔

دوسری تقریر علمی موضوع پر ہوگی۔ علاوہ ازیں پندرہ اور تقریریں ہوں گی۔ ان مقررین میں نمایاں اصحاب سر محمد ظفر اللہ خانصاحب کامرس ممبر گورنمنٹ آف انڈیا قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سابق مشنری انگلستان وامریکہ مولانا عبدالرحیم صاحب نیر سابق مشنری انگلستان وافریقہ۔ اور مولوی ابوالعطاء صاحب سابق مشنری فلسطین و مشرق قریب ہیں۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد افتتاحی تقریر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے مختصر طور پر قوموں کی ترقی اور تنزل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

قربانیوں اور تکالیف سے ہی ایک قوم ترقی کرتی ہے۔ مخالفین کی متحدہ کوشش اور دیگر مختلف النوع آلام و مصائب ایک زندہ قوم کو جو اپنے سامنے ایک بلند نصب العین رکھتی ہے۔ قوت اور اخلاقی حیثیت کے لحاظ سے اور بھی زیادہ مضبوط بنا دیتی ہے۔

آپ نے جلسہ سالانہ کی کمزور ابتداء کی یاد تازہ کرتے ہوئے اس کی ترقی اور کامیابی کا ذکر کیا۔ جو اسے اس وقت حاصل ہے۔ اور جس کے لئے دنیا کے تمام حصوں سے لوگ کھچے چلے آتے ہیں۔ حاضرین میں مختلف ممالک کے لوگوں کی موجودگی اس کی روز افزوں ترقی کا بین ثبوت ہے۔

آپ نے اپنے پیروؤں کو تلقین فرمائی کہ انہیں اپنے مشن کی صداقت پر کامل یقین رکھنا چاہیئے۔ اور اپنے عزم کو کسی قسم کے جذبۂ مایوسی کا شکار نہیں ہونے دینا چاہیئے۔

آپ نے بیان فرمایا۔ کہ انسانی زندگی کا سب سے بڑا مقصد بنی نوع انسان کی خدمت ہے۔ اور یہی چیز انسانی زندگی کو قابل قدر بناتی ہے۔

سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے احمدی نوجوانوں کی ذمہ داریاں کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے احمدی نوجوانوں کو تلقین کی۔ کہ وہ ذہنی اور جسمانی لحاظ سے زندگی کی جنگ کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ اس تیاری کیلئے اول انہیں اس بات کو کامل طور پر ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ جماعت احمدیہ کا مقصد کیا ہے۔ اور دوسرے نیک اور باصفا زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا صداقت۔ دیانتداری۔ پابندیٔ وقت قانون اور حکومت کا احترام اپنے فرائض کا کامل احساس۔ اور سب سے بڑھکر وقت کی اہمیت کا خیال۔ یہ وہ چند ایک اوصاف ہیں جنہیں ہمارے نوجوانوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ وقت خدا تعالےٰ کا ایک قیمتی عطیہ ہے۔ جو انسانوں کو دیا گیا ہے۔ یہ ہوا اور روشنی سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ یہ زندگی کا سانس ہے۔ لہٰذا اسے غفلت سے ضائع نہیں کر دینا چاہیئے"

جماعت احمدیہ مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جس کی نمایاں خصوصیت وہ تبلیغی ادارے ہیں۔ جو اس نے بہت سے ممالک میں قائم کر رکھے ہیں۔ اس کا مرکز قادیان ہے۔ اور جماعت کا امام خلیفہ (بانیٔ جماعت احمدیہ کا جانشین) کہلاتا ہے۔ جس کی حیثیت انہی خلفاء کی ہے۔ جو رسول کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بعد قائم ہوئے اس جماعت کا دعوےٰ ہے۔ کہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کو دوبارہ زندہ کیا ہے۔ احمدیوں کی تعداد دس لاکھ بیان کی جاتی ہے۔ ان کا خیال ہے۔ کہ ان کی تبلیغی سرگرمیوں کے باعث ان کی تعداد بسرعت بڑھ رہی ہے اور ہر مذہب اور ہر ملک کے لوگ ان کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔

احمدیوں کی تعداد زیادہ تر ہندوستان میں ہے۔ اس کے علاوہ ان کا دعوےٰ ہے۔ کہ تمام اسلامی ممالک مثلاً افغانستان ایران۔ عرب۔ شام۔ فلسطین۔ مصر اور ٹرکی میں بھی ان کے ہم عقیدہ لوگ موجود ہیں۔ یورپ میں داخل ہو کر انہوں نے روس۔ جرمنی۔ پولینڈ۔ یوگوسلاویہ اٹلی ہنگری اور ہسپانیہ میں بھی باقاعدہ مشن قائم کر لئے ہیں۔

انگلستان میں جماعت کا مرکز مسجد احمدیہ لنڈن ہے۔ جو پانچ ہزار پونڈ کے مصارف سے تعمیر کی گئی تھی۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد جماعت کے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ۱۹۲۴ء میں جبکہ آپ مذاہب عالم کی کانفرنس کے سلسلہ میں انگلستان تشریف لے گئے تھے۔ رکھا۔

اس کے علاوہ شمالی امریکہ جنوبی امریکہ۔ نائیجیریا۔ کینیا۔ ٹانگانیکا اور افریقہ کے اور بہت سے مقامات میں احمدیہ مشن سکول اور مساجد موجود ہیں۔

مشرق میں سماٹرا۔ جاوا سٹریٹس سٹیلمینٹس۔ چین اور جاپان میں بھی انہوں نے مشن قائم کر لئے ہیں۔

سالانہ جلسہ جس کا یہ چھیالیسواں اجلاس ہے۔ اس کی ابتداء ۱۸۹۱ء میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی۔ اور اس وقت سے لے کر یہ ہر سال سوائے ۱۸۹۳ء اور ۱۹۰۰ء کے کرسمس کے ہفتہ میں منعقد کیا جاتا ہے۔ اس کی ابتداء نہایت معمولی تھی۔ لیکن اب اسے بہت بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے تمام حصوں اور غیر ممالک سے ہر سال ۲۵ ہزار کے قریب مہمان قادیان آتے ہیں۔ قادیان جو ایک چھوٹا سا قصبہ ہے اور جس میں ۹ ہزار کی آبادی ہے۔ جلسہ کے دنوں میں خیموں، سٹالوں اور صنعتی نمائشوں کے باعث ایک بہت بڑے پر رونق شہر کا منظر پیش کرتا ہے۔

اس وجہ سے کہ کرسمس اور ایسٹر کے ایام میں یہاں لوگوں کا بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ (گو ایسٹر میں مقدم الذکر کی نسبت اجتماع کم ہوتا ہے) ریلوے حکام نے ۱۹۲۸ء میں قادیان کو بٹالہ سے جو قادیان سے تیرہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ملا کر اسے مواصلات ریل میں منسلک کر دیا تھا۔ خواتین کی سہ روزہ کانفرنس الگ پردہ میں ہوتی ہے اور ان کی تعداد عموماً تین ہزار سے زائد ہوتی ہے۔

۳۰ دسمبر کے سول میں لکھا ہے۔ سوموار کو جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ کا اجلاس ۲ بجے بعد دوپہر شروع ہوا۔ جبکہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ نے ایک بہت بڑے پنڈال میں تقریر فرمائی۔ تیس ہزار نفوس کے اجتماع نے "اللہ اکبر" کے نعروں سے آپ کا خیر مقدم کیا۔ آپ نے ان حالات کا ذکر فرمایا۔ جو گذشتہ سال جماعت کو پیش آئے نیز ان مشکلات پر تبصرہ فرمایا۔ جن کا جماعت احمدیہ کو مقابلہ کرنا پڑا۔ اور ان کامیابیوں پر روشنی ڈالی۔ جو تبلیغی مساعی کے سلسلہ میں وقوع پذیر ہوئیں۔ آپ نے فرمایا مشرق یا مغرب کا کوئی بھی قابل ذکر ملک

ایسا نہیں۔ جہاں احمدی مبلغ کام نہ کر رہے ہوں آپ نے اس ضمن میں ان نئے مشنوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔ جو گذشتہ سال کے دوران میں پولینڈ۔ یوگوسلاویہ اور جنوبی امریکہ میں کھولے گئے۔

اپنے پیروؤں کو اس امر کی تلقین فرماتے ہوئے۔ کہ شمع اسلام کو زمین کے آخری کناروں تک پہنچانے کے لئے انہیں اپنی کوششوں کو دوچند کر دینا چاہئیے آپ نے فرمایا۔ اس تعلیم کو پھیلانے کے لئے پریس ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

اس کے بعد آپ نے ان تکالیف اور مصائب کے متعلق افسوس کا اظہار کیا۔ جو حکومت کے بعض افسروں نے جماعت کے لئے پیدا کیں۔ حالانکہ جماعت لتنے سالوں سے حکومت کی وفادارانہ اور بے نفس خدمت کرتی چلی آئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ احمدیوں کو خواہ اس سے بھی زیادہ تکالیف دی جائیں اندکا نشانہ نہ بنایا جائے۔ وہ قانون کو کبھی اپنے ہاتھ میں لے کر ملک کے امن کو خراب نہیں کریں گے۔ لیکن یہ قدرتی امر ہے کہ وہ ایسی حکومت سے جو انہیں بلاوجہ تکالیف پہنچاتی ہے رضا کارانہ تعاون کرنا چھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ ہم آئینی ذرائع سے حکومت کو مجبور کر سکتے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ جو ناروا اور غیر منصفانہ سلوک کیا جا رہا ہے اس کی تلافی کرے اور آپ نے اس ارادہ کا اظہار فرمایا۔ کہ اب ان ذرائع کو پورے طور پر استعمال میں لایا جائے گا۔

احمدیوں کے مسلم لیگ یا کانگرس میں شامل ہونے کے مسئلہ پر اظہار خیالات کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ ابھی اس کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا گیا مسلم لیگ نے جماعت احمدیہ کے تعاون

کو ٹھکرا دیا ہے۔ اور کانگرس کے پروگرام اور اس کے طریقوں سے انہیں بعض بنیادی اختلافات ہیں۔ ایک مسلمان کے نزدیک تبلیغ اور تبدیلی مذہب کی آزادی اس کے لئے روح حیات ہے لیکن کانگرس اس نہایت ہی اہم مسئلہ

کے متعلق اطمینان دلانے میں ناکام رہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہم کسی سیاسی پارٹی کے ساتھ اتحاد کرنے میں عجلت سے کام نہیں لیں گے۔ زمانہ قریب میں اس مسئلہ کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ کر لیا جائے گا۔

شیخ عبدالرحمٰن مصری کا جھوٹ طشت از بام ہو گیا

شیخ عبدالرحمٰن مصری نے ایک استغاثہ فوجداری زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند و ۱۰۷ ضابطہ فوجداری برخلاف حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح بنصرہ العزیز بدیں مضمون دائر کیا۔ کہ میاں فخر دین ملتانی کو آپ کی تحریک سے قتل کر دیا گیا ہے اور مجھ کو خطرہ جان و نقض امن کا اندیشہ ہے۔ ان دونوں استغاثوں کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور نے بالکل جھوٹا پا کر خارج کر دیا۔ مگر اس پر بھی مصری نادم نہ ہوا۔ اور نگرانی صاحب سشن جج بہادر گورداسپور دائر کر دی جو وہ بھی خارج ہو چکی ہے۔ اب جب کہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۳۷ء کو جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ قادیان دارالامان میں منعقد ہوا۔ جس میں شامل ہونے والے احمدیوں کی تعداد تیس ہزار کے قریب ہو گی۔ جس میں ہر طبقہ اور ہر طبیعت کے احمدی شامل تھے اس موقعہ پر شیخ عبدالرحمٰن مصری مذکور نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں یہ درخواست کی۔ کہ مجھے جلسہ گاہ میں دو گھنٹہ تقریر کرنے کی اجازت دی جائے۔ تا میں بھی اپنے خیالات کا اظہار کر دوں قطع نظر اس سے کہ یہ درخواست نہایت بے ہودہ تھی۔ میں حیران ہوا جاتا ہوں۔ کہ مصری صاحب مذکور کا وہ خطرہ جان جو عدالتوں میں ظاہر کرتے تھے۔ اس موقع پر جب کہ ۳۰ ہزار کے مجمع میں مختلف طبائع رکھنے والے احمدی احباب شامل تھے کس طرح دور ہو گیا۔ کہ وہ بلا خوف و خطر جلسہ میں آ کر مخالفانہ تقریر کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ انہوں نے یہ بھی کوشش کی۔ کہ اپنا علیحدہ جلسہ کر کے تقریر کریں اور اس میں احمدی شریک ہوں۔ ان حالات سے صاف ظاہر ہے کہ حقیقت میں ان کو کسی قسم کا خطرہ نہ تھا اور نہ اب ہے

یوگنڈا میں تبلیغ اسلام

احمدیہ مشن مشرقی افریقہ کی ماہوار تبلیغی رپورٹ بابت ماہ نومبر ۱۹۳۷ء

گذشتہ دو ماہ اکتوبر اور نومبر خاکسار نے یوگنڈا میں گذارے۔ یوگنڈا کا علاقہ مشرقی افریقہ کا اندرونی علاقہ ہے۔ اور ساحل سمندر سے قریباً سات سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ علاقہ افریقہ کے زرخیز ترین علاقوں میں سے ہے۔ اور مشرقی افریقہ میں اپنی سرسبزی اور شادابی کی وجہ سے خاص حیثیت رکھتا ہے

ملکی زبان میں لٹریچر

تھوڑے خرچ اور کم وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پیغام حق پہنچانے کا طریق اس وقت یہی ہے۔ کہ ملکی زبان میں لٹریچر شائع کیا جائے۔ اس کے لئے زبان کی ناواقفیت ایک بہت بڑی دقت ہے۔ تاہم جماعت احمدیہ یوگنڈا مبارکباد کی مستحق ہے۔ کہ اس نے مضامین کی طباعت وغیرہ کے اخراجات برداشت کرنے کا وعدہ کیا ہے گو تجویز یہ تھی۔ کہ ماہوار یوگنڈا زبان میں ٹریکٹ شائع کئے جائیں۔ لیکن بعض مشکلات اور اخراجات طباعت وغیرہ کی زیادتی کی وجہ سے دو ماہ کے بعد الھادی نام سے ایک ٹریکٹ شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ پہلا ٹریکٹ اس ماہ کے دوران میں شائع کیا گیا ہے۔ اور اس میں حضرت احمد علیہ السّلام موجودہ زمانہ کے نجات دہندہ ہیں۔ کے عنوان سے مضمون درج کیا گیا ہے۔ جسے ۵۰۰ کی تعداد میں شائع کیا گیا ہے۔ بذریعہ ڈاک اور دستی کمپالہ شہر میں اور اردگرد کے علاقہ میں بھی تقسیم کیا گیا ہے۔

یوگنڈا کے اصل باشندوں میں ان کی اپنی زبان میں تاریخ احمدیت میں یہ پہلا اشتہار ہے۔ جو خدا کے فضل سے نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھا گیا۔ بعض مسلمان نوجوانوں نے جو احمدیت کے بہت قریب ہیں شوق سے اسے تقسیم کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزا

علاوہ ازیں اس عرصہ میں رسالہ سواحیلی کا ستمبر نمبر جو خدا کے فضل سے ٹانگانیکا اور کینیا کالونی و زنجبار میں تبلیغ کا موثر ذریعہ ہے۔ شائع ہوا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام اسلامی اصول کی فلاسفی سے شائع کیا گیا۔ اسی طرح بعض اور مضامین بھی درج کئے گئے۔ یہ نمبر دو ہزار کی تعداد میں طبع کرایا گیا۔ اور نیروبی سے مختلف مقامات میں بذریعہ ڈاک روانہ کیا گیا۔

مشرقی افریقہ میں جو عربی زبان بولنے اور سمجھنے والے ہیں۔ ان میں سیرۃ النبی کے جلسوں کے موقعہ پر تقسیم کرنے کیلئے "شمس الھدےٰ" کے نام سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی نعت شائع کرنے کی کوشش کی گئی۔ جو احمدیہ پریس کبابہ نے بروقت شائع کر دی تھی۔ لیکن ہمیں مقررہ وقت پر نہ پہنچ سکی۔ اور عرصہ زیر رپورٹ میں ملی۔ نعت کے شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دعویٰ و بعثت سے بھی لوگوں کو آگاہ کر دیا گیا ہے۔ ممباسہ اور دارالسلام اور زنجبار میں خاص طور پر احمدی دوستوں کو بغرض تقسیم بھجوائی گئی ہے۔ ارجنٹائن مغربی افریقہ بھی روانہ کی گئی ہے۔

اخبارات میں احمدیت کے متعلق مضامین

ان اشتہارات کے علاوہ یوگنڈا زبان کے اخبارات نے بھی اس عرصہ میں احمدیت کے متعلق نوٹس شائع کئے IAMBUZÎ ہفتہ وار اخبار میں گذشتہ ماہ دو نوٹ شائع ہوئے ہیں۔ جن میں سے ایک میں احمدیت کی مختصر تاریخ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات اور تبلیغی مساعی۔ مشرقی افریقہ میں احمدیہ مشن کا قیام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانہ میں رسالہ سواحیلی وغیرہ کے اجراء کا ذکر عمدہ الفاظ میں کیا گیا ہے اور دوسرے نوٹ میں مسئلہ غلامی کے متعلق اسلامی تعلیم اور سیرۃ النبی کے جلسہ کے متعلق لکھا ہے۔

دوسرا اخبار OKUNYOUYOLA ہے۔ یہ ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے اور اڑھائی ہزار سے زائد اس کی اشاعت ہے، قرآن مجید کی تعریف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں اس نے شائع کی ہے۔ اس اخبار نے آئندہ بعض اور مضامین شائع کرنے کا بھی وعدہ کیا ہے۔

ملاقاتیں

عرصہ زیر رپورٹ میں اکتالیس ملاقاتیں کی گئیں۔ ان میں سے اکثر ملاقاتیں یوگنڈا کے اصل باشندوں سے کی گئیں۔ اور احمدیت و اسلام کی تبلیغ کی گئی۔ بعض نوجوانوں سے متعدد مرتبہ ملاقات کی گئی۔ اور انہیں احمدیت کی حقیقت دوسرے مسلمانوں سے اختلافات احمدیت کی خصوصیات اور دلائل بوضاحت سمجھائے گئے۔

میکریرے کالج میں زنجبار سے چند لڑکے بغرض تعلیم آئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے دو لڑکے مجھے ملنے کے لئے آئے۔ اور دو گھنٹہ کے قریب احمدیت کے مسائل اور مخالفین کے اعتراضات پیش کرکے جوابات سنتے رہے۔ علی الخصوص مسئلہ نبوت اور خاتم النبیین کے معنے اور وفاتِ مسیح کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ انہیں سواحیلی نماز اور انگریزی کے بعض ٹریکٹ بھی پڑھنے کے لئے دئے گئے۔

کمپالہ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر ایک دیہاتی سکول ہے۔ جس کا ہیڈ ماسٹر مسلمان ہے۔ گذشتہ دو سال سے یہ زیر تبلیغ ہے۔ اسے خاکسار نے قاعدہ یسرنا القرآن پڑھا دیا تھا۔ اور سکول میں پڑھانے کے لئے اسے ہدایت کی تھی۔ چنانچہ

اب کی مرتبہ جب میں اسے ملنے گیا تو اس نے بتایا۔ کہ وہ لڑکوں کو قاعدہ یسرنا القرآن پڑھاتا ہے۔ اور چند طالب علموں نے قاعدہ ختم کر کے قرآن کریم بھی ختم کر لیا ہے اور باقی پڑھ رہے ہیں۔ تبلیغی گفتگو بھی ہوئی۔ اور خدا کے فضل سے اس پر اچھا اثر ہے۔ امید ہے کہ جلد ہی بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو جائیگا کمپالہ سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر ایک مشن ہے جسے افریقن یعنی یوگنڈا کے اصل باشندے چلا رہے ہیں سکول بھی کھول رکھا ہے۔ اس کا انچارج ایک سمجھدار اور قابل آدمی ہے۔ میرے اس سے گذشتہ تین سال سے دوستانہ تعلقات ہیں۔ مکرم ڈاکٹر احمد دین صاحب جب Bombo میں پریکٹس کرتے تھے تو اکثر اس سے ملا کرتے اور سکول کے لڑکوں کو قاعدہ یسرنا القرآن پڑھاتے اب کے میں اسے جا کر ملا۔ تو بہت خوش ہوا اور ایک گھنٹہ سے زائد اس سے گفتگو ہوتی رہی۔ اس نے لٹریچر کی خواہش کی اور کہا کہ میں عیسائیت اور اسلام کی تعلیم کا ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کر کے مطالعہ کروں گا۔ یوگنڈا زبان کا ٹریکٹ اور اخبار "Sunrise" کے بعض پرچے اسے بھجوائے گئے ہیں۔

ایک مسلمان Saza Chief سے تین مرتبہ اس عرصہ میں ملا وہ خدا کے فضل سے بہت حد تک سمجھ چکا ہے بعض باتیں اسے ابھی تک سمجھ میں نہیں آئیں۔ لیکن اس نے بعض ان نوجوانوں سے جو احمدیت کے زیر اثر ہیں۔ یہ کہا ہے کہ میں دل سے ان لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔ اور یہ لوگ اسلام کی خدمت صحیح رنگ میں کر رہے ہیں اور یہ پہلے ہندوستانی ہیں جو افریقن میں دین کی اشاعت کا کام دلچسپی سے کر رہے ہیں۔

ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کا اجلاس

ان دنوں ینگ مینز ایسوسی ایشن جو اصل باشندوں کی ایک مجلس ہے کا خاص اجلاس ہوا یہ اجلاس ایک نوجوان جو احمدیت کے زیر اثر ہے کی تحریک پر ہوا۔ بیس کے قریب ممبر تھے۔ جس میں اس نوجوان نے دریافت کیا کہ احمدیوں کی کیوں نئی لعنت کی جاتی ہے جب کہ اسلام کے وہ تمام اصول مانتے ہیں۔ اور وہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ اس نے مجلس میں سنائے اور اس مجلس کو بتایا کہ ایسے لوگوں کو اگر مسلمان نہ سمجھا جائے تو کسے سمجھا جائے۔ اس پر ایک مولوی نے کہا کہ یہ لوگ دشمن اسلام ہیں۔ اور حدیث بخاری میں لکھا ہے کہ قادیان میں سے احمدی جماعت ظاہر ہوگی۔ اور وہ اسلام کو خراب کرے گی وغیرہ ذالک۔ اس پر نیک دل احمدیت کے زیر اثر نوجوان نے اس سے حوالہ طلب کیا اور مجھ سے آ کر کتاب بخاری دیکھی اور جب اس میں یہ عبارت نہ نکلی تو اس کے دل کو اللہ تعالے نے احمدیت کے اور بھی قریب کر دیا۔ اس نوجوان نے ینگ مینز ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ کو لکھا ہے۔ کہ یہ صریحاً کذب بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ اگر کسی حدیث سے ایسے الفاظ نکال دیں تو ۲۰۰/- شلنگ انعام لیں۔

بعض کتب کے تراجم

ملکی زبان میں احمدیت و اسلام کا لٹریچر تیار کرنے کی سخت ضرورت ہے اس مقصد کے لئے بھی حتی المقدور پوری کوشش کی گئی ہے۔ اور خدا تعالے کے فضل سے اس میں کسی حد تک کامیابی ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات اور اسلامی اصول کی فلاسفی کے ترجمہ کے متعلق خاص طور پر کوشش کرنی پڑی ہے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کے سوال ۲ اور سوال ۵ کا اس عرصہ میں یوگنڈا زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے اور کوشش ہے کہ اگر خدا تعالے کا فضل شامل حال ہوا تو اس سال اس کا ترجمہ مکمل ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات کا بھی ترجمہ ہو رہا ہے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تصنیف Islam and Slavery کا بھی ترجمہ کرایا جا رہا ہے۔ اور نصف کے قریب ہو چکا ہے امید ہے کہ خدا کے فضل سے باقی ترجمہ بھی اس ماہ میں ہو جائیگا نماز کی کتاب کا سواحیلی میں ترجمہ ہو کر چھپ چکا ہے۔ اب یوگنڈا زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں اس عرصہ میں رسالہ سواحیلی کے اکتوبر نومبر کے لئے مضامین تیار کئے گئے ہیں ۴۷ کے قریب خطوط بھی اس عرصہ میں لکھے گئے

قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی کتب کا درس

نیروبی میں قرآن مجید کا درس مکرم جناب سید محمود اللہ شاہ صاحب باقاعدہ ہر اتوار کو دیتے رہے۔ مگاڈی سے ڈاکٹر شاہنواز خان صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کا درس وہ خود دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب۔ کمپالہ میں۔ اس عرصہ میں خاکسار نے بعض اوقات کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایسے حصے پڑھ کر سنائے جو تربیت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور قرآن مجید کی بعض آیات کی تفسیر وغیرہ بتائی۔ مکرم ڈاکٹر لعل دین احمد صاحب ہفتہ میں ایک دن کتب حضرت مسیح موعود اور ایک دن قرآن مجید کا درس دیتے ہیں۔

تقریریں

مجھے اس عرصہ میں کمپالہ میں چار خطبات اور ایک تقریر جماعت کے دوستوں میں کرنے کا موقعہ ملا۔ ان میں رمضان کی برکات، احمدیت کی تبلیغ عملی نمونہ سے کاروبار میں دیانتداری۔ قربانی اور باہمی اخوت و محبت اور اتفاق کے ساتھ خدمت سلسلہ وغیرہ مضامین پر روشنی ڈالی گئی۔ بالآخر احباب سے درخواست ہے کہ وہ مشرقی افریقہ کے احمدیوں کیلئے اور خاکسار کیلئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نور سے منور کرے اور حقیقی قربانی

ضرورت رشتہ

ایک دوست کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی سابقون الاولون اور ۳۱۳ اصحاب کے فرزند ارجمند اور میاں عبدالمجید خانصاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے برادر اصغر ہیں۔ اور ایک اعلیٰ خاندان کے رکن ہونیکے علاوہ برسرِ روزگار اور احمدی ہیں رشتہ کی ضرورت ہے۔ پہلی اہلیہ فوت ہو چکی ہیں۔ نیک۔ سعید اور صالح لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ان کی اسوقت تیس سال کی عمر ہے۔ خواہشمند احباب حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ میاں محمد ابراہیم خانصاحب کلرک رندھیر کالج کپور تھلہ

رشتہ درکار ہے

خان صاحب شیخ عبدالعلیم ریٹائرڈ چیف سینٹری انسپکٹر کے لڑکے جن کی عمر قریباً تیس سال ہے انٹرمیڈیٹ پاس مبلغ ایک سو روپیہ ماہوار پر ڈاکخانہ بنارس میں ملازم ہیں۔ اور مخلص احمدی ہیں۔ ان کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب دوسری شادی کا ارادہ ہے۔ خواہشمند احباب خانصاحب کے ساتھ بنارس کنٹ محلہ ندلسیر کے پتہ پر خط و کتابت کریں۔

بال کالا کرنے کا تیل

جن جن اصحاب نے ہمارے تیل کا تجربہ کیا ہے۔ وہ عش عش کر رہے ہیں۔ کہ واقعی ایسا لاجواب کالا تیل انکو تمام عمر میں دستیاب نہ ہو سکا۔ ایک نہیں بلکہ سینکڑوں سارٹیفکیٹ موجود ہیں۔ صفت یہ ہے۔ کہ جس جگہ کے بال سفید ہوں۔ اس جگہ ہمارے اس لاجواب بال کالا تیل کو ہاتھوں پر تیل کیطرح ملکر بالوں کو لگا دیں جو کہ اس تیل کو لگانے سے سفید بال بھونرے کیطرح سیاہ اور قدرتی بالوں کی طرح سیاہ و چمکدار ہو جاتے ہیں اور آئندہ جڑ سے سیاہ پیدا ہوتے ہیں خدا کی رحمت سمجھئے۔ آزمائش شرط ہے کم مدت کے سفید بالوں کیلئے چھوٹی بوتل قیمت ایکروپیہ پرانے سفید بالوں کیلئے بڑی بوتل قیمت ایکروپیہ بارہ آنہ ۱۲/ محصولڈاک علاوہ تین بوتل کے خریدار کو محصولڈاک معاف ملنے کا پتہ۔
منیجر فقیری دارالشفا دواخانہ کراچی صدر

تریاق بے نظیر (اکسیر العین) برائے جملہ امراض چشم

تیر بہدف اکسیر

Regularises The visionary System.

Makes the eyes radiant and glassy.

اگر آپ کو ضعفِ بصر۔ غبار۔ آلودگی۔ زردی چھانا۔ موتیا بند۔ آشوب چشم۔ آمد چشم۔ ککرے۔ دوا سے ستارے سے دکھائی دینا۔ کویوں میں زخم ہونا۔ گوشت بڑھنا یا سرخ ڈورے ہونا۔ دنا خونہ خون کے داغ پڑنا جلن۔ خارش۔ دھند۔ پڑوال۔ جالا۔ پھولا۔ رتوندی یا شبکوری آنکھ چندھیانا گانجنی۔ رنگ برنگ کے ذرے دکھائی دینا۔ آنکھوں کا بھاری پن۔ کنپٹی کا درد۔ پتلی کا درد حروف پھٹے پھٹے یا دو دو نظر آنا کیچڑ آنا۔ روشنی کا برداشت نہ ہونا۔ اندھیری آنا۔ پپوٹوں اور پلکوں کی بیماریاں اور جملہ خرابیاں جو عضوِ بصارت میں ہو سکتی ہیں۔ میں سے کوئی یا چند ہوں تو آپ ہمارا اکسیر جو مستند اطبا۔ ڈاکٹر اور ویدوں روساء اور کئی ناظرین الفضل کا مجرب ہے۔ استعمال فرمائیں۔

اس کی ساخت عمدہ۔ تازہ۔ پختہ۔ رسیدہ فصل پر لی ہوئی ۲۷ مفردات سے طب جدید کے اعلیٰ اصولوں پر اوزانِ صحیحہ و ترکیب و اصلاحِ اجزاء سے ہوئی ہے۔ اور مزید صفت یہ ہے۔ کہ مفرح۔ مبرد اور ملین ہے۔ خشک سرموں کی طرح کو یہ میں کثافت نہیں کرتا پندرہ روز کے استعمال سے آنکھیں مانند آئینہ صاف و شفاف روشن و قوی ہونے لگتی ہیں مسافروں۔ کتب بینوں۔ طلبا اور کارخانہ جات میں کام کرنے والوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ بفضل تعالیٰ تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت ۸/ فی ڈبیہ۔ ۴ ڈبیہ کے خریدار کو محصولڈاک معاف

ایم۔ ایس۔ نظامی۔ مالک کارخانہ اکسیر العین مقابل ریلوے اسٹیشن

بیاور ڈاکخانہ بیاور (ضلع اجمیر شریف)

قادیان میں با موقع قطعات اراضی قابل فروخت

دوکانوں کیلئے بھی اور مکانوں کیلئے بھی

اسوقت قادیان کے مختلف محلہ جات میں مناسب سکنی قطعات قابل فروخت موجود ہیں جنمیں سے محلہ دارالرحمت کے بلاک ۱ و ۳ و ۴ کے قطعات اور اسی طرح محلہ دارالعلوم کے قطعات برلب سڑک کلاں و قطعات اندرون محلہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اور ان کے علاوہ ریلوے سٹیشن کے متصل دوکانوں کیلئے بھی ابھی چند قطعات قابل فروخت باقی ہیں جو دس دس مرلہ کے ہیں۔ اور ریلوے سٹیشن قادیان کے متصل پچاس فٹ کی سڑک پر واقع ہیں۔ اور ان کے عقب میں بھی پانچ فٹ کی گلی رکھی گئی ہے۔ ہر ایک قطعہ کا سامنے کا رخ بڑی سڑک پر ساڑھے سینتیس فٹ ہے۔ ان قطعات میں تین تین دکانیں اور ایک ایک رہائشی مکان اور بالاخانہ وغیرہ تعمیر ہو سکتے ہیں۔ اب تھوڑے سے قطعات باقی ہیں۔ اس لئے خواہشمند احباب جلد سے جلد خرید لیں۔ قیمت فی قطعہ ساڑھے سات سو روپیہ مقرر ہے۔ جو نقد وصول کی جائیگی۔ نقشہ درج ذیل ہے۔

ریلوے یارڈ — شرق — ریلوے یارڈ — ۵ — ۵ — ۵

1	2	3	4	5	6	7	8	9	15	10	11	12	13	14	15	16	17	18
37-6 / 37-6								37-6 / 37-6		37-6 / 37-6					37-6 / 37-6			

شمال — غربی — ریلوے یارڈ — 40 — 40 — 50 — 50 — 60 — 60 — 60 — 30 — 30 — سڑک — جنوب
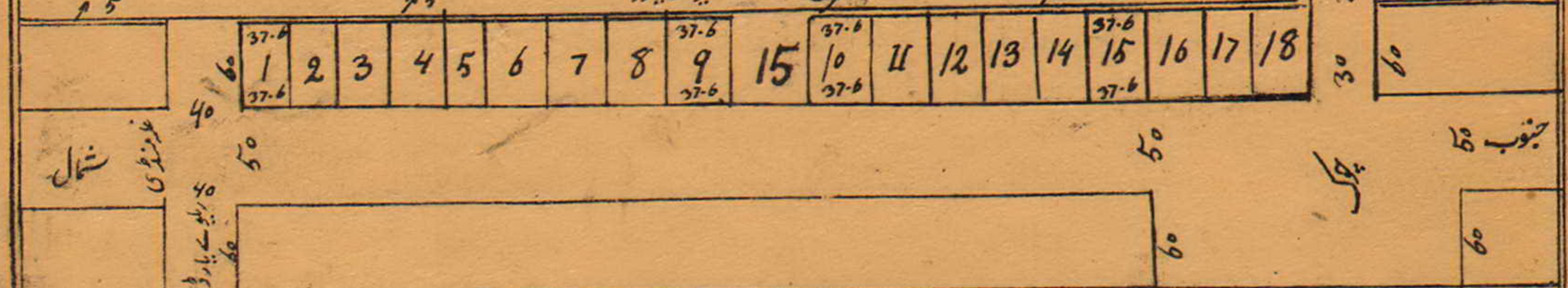
ان قطعات میں سے اب صرف پانچ قطعات نمبری ۴ و ۵ و ۶ و ۱۳ و ۱۴ قابل فروخت باقی ہیں۔ کسی صاحب کے پاس ایک سے زائد قطعہ فروخت نہیں کیا جائیگا۔

تمام درخواستیں حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے قادیان کی خدمت میں آنی چاہئیں۔

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

نئی دہلی یکم جنوری۔ سال نو کے خطابات میں پنجاب کا حصہ بہت کم ہے۔ لفٹنٹ کرنل ولبر فورس بل ریذیڈنٹ ریاستہائے پنجاب کو کے۔ سی۔ آئی۔ ای اور مسٹر جسٹس جے کولڈ سٹریم جج ہائی کورٹ کو سر کا خطاب ملا ہے۔ اہل انگلستان کو جو اعزاز دیئے گئے ہیں۔ ان میں فیلڈ مارشل سر ولیم برڈوڈ کو بیرن۔ لارڈ نفیلڈ کو وائی کونٹ اور سر جان اینڈرسن سابق گورنر بنگال کو پریوی کونسل کا ممبر بنایا گیا ہے۔ مسٹر ڈبلیو۔ ڈی۔ کرافٹ سابق پرنسپل پرائیویٹ سکرٹری وزیر ہند کو۔ سی۔ آر۔ وی۔ او کا خطاب دیا گیا ہے۔

کلکتہ یکم جنوری۔ کلکتہ میں تیسرا ٹیسٹ میچ شروع ہوا۔ پہلی اننگز میں آل انڈیا کرکٹ ٹیم نے ۲۰۵ رنز کئیں اس وقت لارڈ ٹینی سن کی ٹیم کھیل رہی ہے۔ اس کے صرف دو کھلاڑی باقی ہیں اور ابھی ۱۳۱ رنز کا فرق ہے۔

ہمنڈے یکم جنوری۔ علاقہ ٹیردل کی جنگ کا ملاحظہ کرنے رائیٹر کا نامہ نگار خصوصی موٹر میں سفر کر رہا تھا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ ایک امریکن نامہ نگار بھی مارا گیا۔ دیگر دو نامہ نگاروں کو زخم آئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کار پر براہ راست ایک گولہ پڑا۔ جس کی وجہ سے یہ اموات وقوع پذیر ہوئیں

لنڈن یکم جنوری۔ ۱۹۳۶ء کے بحری تخمینہ جات کے مطابق اس سال تین سے پانچ تک نئے جنگی جہاز بنائے جائیں گے۔ "ڈیلی ٹیلیگراف" لکھتا ہے۔ کہ اگر طاقت کا توازن قائم رکھنا ضروری ہے۔ تو اس سال جنگی جہازوں کی تعمیر شروع ہونی چاہیے کیونکہ ادھر اگر پانچ جہاز تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ تو جرمنی۔ اٹلی اور جاپان کے پاس پہلے ہی ۱۹ اس قسم کے جہاز تیار ہیں۔

احمد آباد یکم جنوری۔ آل انڈیا ہندو مہاسبھا نے اپنے اجلاس منعقدہ احمد آباد میں ایک ریزولیوشن کے ذریعہ فیڈریشن کی تائید کی ہے اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا خیال ظاہر کیا ہے نیز فرقہ وار فیصلہ کی مذمت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ ہندو مہاسبھا اس کو ختم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گی۔

مدراس یکم جنوری۔ گورنمنٹ مدراس نے ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ صوبائی اور ماتحت ملازموں کی تنخواہوں میں تخفیف کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ صوبائی ملازمتوں میں پا دو صد یا اس سے کم تنخواہ میں پانچ فی صدی تخفیف ۲۰۰ سے ۵۰۰ تک پندرہ فیصدی تخفیف ۵۰۰ سے ہزار تک ۲۰ فیصدی تخفیف ہزار سے اوپر ۳۰ فیصدی تخفیف عمل میں لائی جائے گی ماتحت ملازمتوں میں ۱۰۰ سے ۲۰۰ تک ۵ فیصدی اور ۲۰۰ سے اوپر ½۷ فیصدی تخفیف کی جائے گی۔

ہری پور ہزارہ یکم جنوری۔ ہزارہ ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی نے سر عبد القیوم کی وفات سے خالی شدہ نشست کے لئے سردار محمد اکبر خان قریشی اور مسٹر سلام الحسین کی سفارش کی ہے۔ اور پراونشل کانگرس کمیٹی سے درخواست کی ہے۔ کہ ان دونوں میں سے کسی کو کانگرس کا ٹکٹ دیدیا جائے۔

لاہور یکم جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ سر وزیر حسن نے مقدمہ مسجد شہید گنج میں مسلمانوں کی طرف سے پیروی کرنا منظور کر لیا ہے۔ وہ اپنی علالت کے پیش نظر فاضل ججوں سے درخواست کر رہے ہیں۔ کہ سماعت کو قریباً دس دن تک ملتوی کر دیا جائے۔

بارسیلونا یکم جنوری۔ باغی حکومت کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ علاقہ ساراگوسا سے اطلاع ملی ہے کہ ٹیردل کے علاقہ میں باغیوں کے پاس کافی سامان حرب اور خورد و نوش موجود ہے۔ اور ابھی وہ کافی عرصہ تک جنگ جاری رکھ سکتے ہیں۔ باغیوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ایک مقام پر سرکاری افواج کو شکست دی۔ اور ۶۰۰ فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔

ٹوکیو یکم جنوری۔ دریائے ینگسی میں برطانوی جہازوں پر حملہ کے سلسلہ میں برطانیہ نے جاپان کے پاس احتجاج کیا تھا کل اس کا جواب سر رابرٹ کریگی نے حکومت جاپان کے حوالے کر دیا ہے۔ جواب میں لکھا ہے کہ ہز میجسٹی کی حکومت اس امر کے متعلق اطمینان کا اظہار کرتی ہے۔ کہ حکومت جاپان حملہ کے ذمہ دار افسروں کے خلاف مناسب کارروائی کرنے اور ایسے واقعات کے اعادہ کو روکنے کے لئے تیار ہے۔

نئی دہلی یکم جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ آنریبل ڈاکٹر چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کامرس ممبر گورنمنٹ آف انڈیا عنقریب لنڈن روانہ ہو جائینگے جہاں غیر سرکاری مشیروں کی تجاویز کے پیش نظر تجارتی بورڈ سے ہندوستان اور برطانیہ کے درمیان تجارتی گفت و شنید دوبارہ شروع کریں گے۔ مسٹر این آر پلے۔ آئی۔ سی۔ ایس بھی سر موصوف کے ہمراہ ہونگے۔

کینٹن یکم جنوری۔ چینیوں نے سنگتاؤ اور شنگھائی کے درمیان سلسلہ مواصلات منقطع کر دیا۔ بحری تار کے صدر دفتر کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا گیا چار برطانی جہاز پناہ گزینوں کو لے کر شنگھائی کی طرف روانہ ہو گئے ہیں اکثر غیر ملکی فرموں کے کارکن شہر سے چلے گئے ہیں۔ ہنکاؤ کی طرف فوج کی پیشقدمی کو ناممکن بنانے کے لئے جنرل چیانگ کائی شک نے ۸۰۰ مستحکم چوکیاں بنانے کا حکم دیا ہے۔ ان میں طیارہ شکن توپیں اور بمباری کرنیوالی مشین گنیں رکھی جائیں گی۔

بخارسٹ یکم جنوری۔ رومانیہ کی نئی حکومت کے وزیر اعظم نے بیان دیتے ہوئے کہا ہماری خارجہ پالیسی یہ ہوگی۔ کہ برطانیہ اور دیگر ممالک سے دوستانہ تعلقات قائم کئے جائیں اور جن ممالک سے ہمارے دوستانہ تعلق قائم ہے انہیں برقرار رکھیں گے ہم لیگ آف نیشنز سے بھی علیحدہ نہیں ہونا چاہتے۔ اور بلقان ریاستوں کا جو میثاق ہو چکا ہے اس کے بھی پابند رہیں گے۔ روس اور رومانیہ کے وزرائے خارجہ کے درمیان بھی دوستانہ پیغامات کا تبادلہ ہوا ہے۔ رومانیہ کے ایک سرکاری اخبار میں اعلان کیا گیا ہے کہ اس اخبار کے علاوہ باقی تمام اخبارات بند کر دئے جائیں گے۔

امرتسر یکم جنوری۔ ململ ۳۷۶/ (۲۰ گز) ۴ روپے ۲ آنے ۹ پائی۔ ۲۹۵ (۲۱ گز) ۳ روپے ۱ آنہ ۶/۷۴ ۳ روپے ۱ آنہ ۶/۷۴ ۴ روپے ۲ آنے ۹۳۵۔ ۶ روپے ۹۲۶ (۲۱ گز) ۴ روپے ۴ آنے ۲۶ ۱۲ روپے ۱۳ آنے۔ لٹھا جاپانی ۱۲ روپے ۶ آنے آرہ ۱۱ روپے ۱۲ آنے۔ ڈی ۱۔ ۱۵ روپے ۱۰ آنے چالیس ہزار ۱۹ روپے چاقو ۱۲ روپے ۱۲ آنے

نئی دہلی یکم جنوری۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد وائس چانسلر علیگڑھ یونیورسٹی کو نئے سال کے خطابات کے سلسلہ میں "سر" کا خطاب دیا گیا ہے

لنڈن یکم جنوری۔ مسٹر ایف۔ اے وائٹ نے ایک تقریر کے دوران میں کہا۔ جب جاپان چین کا خاتمہ کر لیگا تو وہ جنوبی سمندروں میں نو آبادیات کے میدان تلاش کرے گا۔ چنانچہ نیدرلینڈ اور مجمع الجزائر مشرقی میں جارحانہ سرگرمیاں شروع ہو جائیں گی اس حقیقت سے ہالینڈ کی حکومت بھی بخوبی واقف ہے چنانچہ اس نے ۳۲ ہزار فوج ان جزائر میں بھیج دی ہے۔

جبل الطارق یکم جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ جنرل فرانکو کو اس قسم کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ہسپانیہ نے ۳۰ ہزار فوج کے حملے کے لئے توپیں اور ٹینک کثیر تعداد میں فراہم کر لئے ہیں جنرل فرانکو علاقہ کے محاذ